



حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی زبان مبارک سے

کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں؟

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ 23 جنوری 2009ء کا متن

حضرت انور اللہ تعالیٰ نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ الْبَيِّنَاتُ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ۗ وَالَّذِي جَاءَهُ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۗ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ ذَلِكَ جَزَاؤُ الْمُحْسِنِينَ ۗ لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۗ أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ ۗ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالذِّبْنِ مِنْ دُونِهِ ۗ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُضِلٍّ ۗ أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انْتِقَامٍ ۗ (الزمر: 33-38)

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں یہ سورۃ الزمر کی 33 سے 38 نمبر کی آیات ہیں۔ ترجمہ ان کا پڑھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پس اس سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور سچائی کو جھٹلا دے جب وہ اس کے پاس آئے، کیا جہنم میں کافروں کے لئے ٹھکانہ نہیں ہے اور وہ شخص جو سچائی لے کر آئے اور وہ جو سچائی کی تصدیق کرے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو متقی ہیں۔ ان کے لئے ان کے رب کے حضور وہ کچھ ہو گا۔ جو وہ چاہیں گے۔ یہ ہو گی حسن عمل کرنے والوں کی جزا تا کہ جو بدترین اعمال انہوں نے کئے ان کے اثرات اللہ ان سے دور کر دے اور جو بہترین اعمال وہ کیا کرتے تھے ان کے مطابق انہیں ان کا اجر عطا کرے۔ کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں اور وہ تجھے ڈراتے ہیں، ان سے جو اس کے سوا ہیں اور جسے اللہ گمراہ قرار دے دے تو اس کے لئے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت دے دے تو اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ کیا اللہ کامل غلبے والا اور انتقام لینے والا نہیں ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح بات شروع فرمائی کہ دو قسم کے لوگ ظالم ہوتے ہیں اور اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں، اپنی ہلاکت کے سامان کرتے ہیں۔ ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا غلط طریق پر دعویٰ کرتے ہیں۔ اور دوسرے وہ لوگ ہیں جو سچائی کو جھٹلاتے ہیں۔ ایک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرتے

ہیں اور دوسرے وہ لوگ جو سچے انبیاء کو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والوں کو جھٹلاتے ہیں جب وہ ان کے پاس آتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنا پیغام دے کر انبیاء کو بھیجتا ہے۔ جب نبی مبعوث ہوتے ہیں تو ایک گروہ ایسا ہے جو ان کو جھٹلاتا ہے اور انہیں یہ کہتا ہے کہ تم جھوٹے ہو اور خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہو۔

اس مضمون کو قرآن کریم نے اور جگہ بھی بیان فرمایا ہے۔ سورۃ العنکبوت کی آیت 69 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ**

جو شخص اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ کر افتراء کرتا ہے اس سے زیادہ ظالم اور کون ہو سکتا ہے۔

(العنکبوت: 69) اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ کر افتراء کرتا ہے اس سے زیادہ ظالم اور کون ہو سکتا ہے۔ یا اُس سے (زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے) جو حق کو اُس وقت جھٹلاتا ہے جب وہ اُس کے پاس آتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "افتراء کی بھی ایک حد ہوتی ہے اور مفتری ہمیشہ خائب و خاسر رہتا ہے۔ قَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ (طہ: 62)۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ 545 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ) اور آنحضرت ﷺ کو فرمایا کہ اگر تو افتراء کرے تو تیری رگ جان ہم کاٹ ڈالیں گے اور ایسا ہی فرمایا

کیا خدا تعالیٰ کی ہی مقتدر حکومت میں یہ اندھیر ہے کہ کوئی محض جھوٹا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا کرے اور پکڑا نہ جائے بلکہ اس کی تائید کی جائے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا بات کرتے ہیں تو وہ اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہوں (العنکبوت: 69) کہ ایک شخص ان باتوں پر ایمان رکھ کر افتراء یا اللہ تعالیٰ کی طرف جو باتیں وہ منسوب کر رہے ہوں تو کی جرات کیونکر سکتا ہے؟ یعنی اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ ان کی پکڑ نہ کرے۔

کو بڑا واضح طور پر فرماتا ہے کہ جو جھوٹ بولنے والے ہیں، پس اللہ تعالیٰ کا مختلف جگہوں پر قرآن کریم میں اس اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنے والے ہیں ہم ان کی جو رگ جان حوالے سے فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ بنیادی اور ہے وہ کاٹ دیں گے اور ان کو خائب و خاسر کریں گے۔ جو اصولی بات ہے کہ جو بھی خدا تعالیٰ پر افتراء کرے گا، اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے گا ذلیل و رسوا ہو جائے گا حضرت جھوٹ بولے گا وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آئے گا۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ حق اور سچائی کو جھٹلانے والا جو دوسرا گروہ ہے مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"ایک شخص ان باتوں پر ایمان رکھ کر افتراء کی جرات کیونکر کر سکتا ہے۔" پھر فرمایا کہ "ظاہری گورنمنٹ میں اگر ایک بھی خدا تعالیٰ کی پکڑ میں آئے گا۔"

تو دو قسم کے گروہوں کا یہاں ذکر ہے۔ ایک وہ جو اللہ تعالیٰ پر غلط افتراء کرے اللہ تعالیٰ اسے بھی پکڑتا ہے۔ دوسرا وہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے کو جھٹلاتے اللہ تعالیٰ اسے بھی پکڑتا ہے اور دونوں ہی گروہ اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں۔ پس انبیاء کا انکار کرنے والے جب یہ کہتے ہیں کہ اس نے اپنی طرف سے باتیں بنا لیں اور خدا تعالیٰ نے اس کو قطعاً نبوت کا درجہ دے کر نہیں بھیجا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا افتراء کرے گا ہم اسے پکڑیں گے۔ جو نشانیاں اور ثبوت نبی کے لئے ظاہر ہوئیں انہیں دیکھ کر انہیں قبول کرنے کی

شخص فرضی چڑا سی بن جائے تو اس کو سزا دی جاتی ہے اور وہ جیل میں بھیجا جاتا ہے تو کیا خدا تعالیٰ کی ہی مقتدر حکومت میں یہ اندھیر ہے کہ کوئی محض جھوٹا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا کرے اور پکڑا نہ جائے بلکہ اس کی تائید کی جائے۔ اس طرح تو دہریت پھیلتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی ساری کتابوں میں لکھا ہے کہ مفتری ہلاک کیا جاتا ہے۔" (الحکم جلد 8 نمبر 12 مورخہ 10 اپریل 1904ء صفحہ 7)

تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 3 صفحہ 624

تو جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر الزام دیتے ہیں ان کا بھی اس بات میں رد کیا گیا ہے کہ ایک ظاہری

کوشش کرو۔ نبوت اپنے روشن نشانوں کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات اس کے ساتھ ہوتی ہیں اور ہر نیا دن یہ روشن نشان دکھاتا چلا جاتا ہے۔ پس منکرین نبوت کو یہ ایسی دلیل دی گئی ہے کہ ان میں عقل ہو تو یقیناً ہوش کریں اور ہوش کرنی چاہئے۔ یہ الزامات آنحضرت ﷺ سے پہلے انبیاء پر بھی لگے تھے اور پھر آنحضرت ﷺ کی ذات مقدس پر بھی لگے تھے اور یہی الزامات آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پر بھی لگ رہے ہیں۔ سورۃ زمر کی اس آیت سے پہلے کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی تعلیم کو جامع بنا کر یہ اعلان

کیا تھا کہ اس جامع تعلیم کے بعد اب کوئی اعتراض کرنے کا جواز نہیں رہتا۔ قرآن کریم اپنی ذات میں خود بھی بہت بڑا نشان ہے۔ بلکہ اس کی ہر آیت اور ہر لفظ ایک اعجاز ہے اور اللہ تعالیٰ نے کفار کو اس کو قبول کرنے کی نصیحت فرمائی لیکن اس کے باوجود کفار نے انکار کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سختی اور سزا سے کام لیا اور پھر ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ کو قبول کیا۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم میرے بھیجے ہوؤں کا انکار کرتے ہو تو اس دنیا میں یا اگلے جہان میں میری پکڑ کے نیچے آتے ہو۔ پس عقل کا تقاضا یہی ہے کہ اس

بہت دھرمی کو چھوڑو۔ اگلی آیت میں بتایا کہ تقویٰ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خوف کا دل میں ہونے کا اظہار یہی ہے کہ جو سچائی کے پیغام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوا ہے اس کو قبول کرو۔ کیونکہ یہی چیز تمہیں کامیابیاں بھی عطا کرے گی اور تقویٰ میں مزید بڑھائے گی۔ اور یہ بھی ایک نبی کے سچا ہونے کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کامیابیاں نصیب کرتا چلا جاتا ہے۔

سورۃ یونس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ (یونس: 18) پس جو

اور محفوظ کتاب ہے جس کی حفاظت کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اور غیر بھی باوجود کوشش کے اس میں کسی قسم کی تحریف تلاش نہیں کر سکے۔ چودہ سو سال سے وہ اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔ یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جمع کر کے مسلمانوں کو ہوشیار کیا ہے کہ یہ قصے کہانیاں نہیں، تمہاری حالت بھی پہلی قوموں جیسی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر کہ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ (یونس: 18) کہ مجرم لوگ کبھی کامیاب نہیں ہوتے، تسلی دلا دی ہے کہ بے شک جھوٹے دعوے دار ہو سکتے ہیں لیکن وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اور کامیابی کا معیار کیا ہے؟

نبوت اپنے روشن نشانوں کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات اس کے ساتھ ہوتی ہیں اور ہر نیا دن یہ روشن نشان دکھاتا چلا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھے یا اس کے نشانات کو جھٹلائے اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا۔ یقیناً مجرم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ دونوں طرح کے مجرم کامیاب نہیں ہوں گے۔ نہ وہ کامیاب ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر بہتان لگاتے ہوئے یہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں۔ نہ وہ کامیاب ہو سکتے ہیں جو ایک سچے نبی کا انکار کرنے والے ہوں۔ پس اس سے بھی ظاہر ہے کہ دو قسم کے لوگ ہیں جو سزا سے نہیں بچ سکتے۔ جیسا کہ میں نے کہا ایک وہ جو غلط دعویٰ کر کے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کریں اور دوسرے وہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغام لانے والے

یہ ہے کہ اپنی تعلیم اور بعثت کے مقصد کو وہ دنیا میں پھیلا نہیں سکتے جس طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے پھیلاتے ہیں۔ بے شک ان کی چھوٹی سی جماعت بھی بن سکتی ہے۔ ان کے پاس دولت بھی جمع ہو سکتی ہے۔ یہ سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن جو خدا تعالیٰ کی طرف سے دعوے دار ہو کر آتا ہے وہ ایک روحانی مقصد کو لے کر آتا ہے۔ انبیاء آئے تو وہ یا نئی شریعت لے کر آئے تاکہ دنیا میں ایک روحانی انقلاب پیدا کریں اور انسان کو خدا تعالیٰ کے قریب کریں یا پرانی تعلیم کی تجدید کے لئے آئے تاکہ بھٹکے ہوؤں کو پھر سے اس تعلیم کے مطابق جو شرعی نبی لائے

جو تقویٰ پر چلنے والے ہیں اپنے رب سے ہر وہ چیزیں پائیں گے جو وہ چاہیں گے۔

کا مقابلہ کریں اور یہ ایسی بات ہے جو عقل رکھنے والا سمجھ سکتا ہے۔ سچی تو فرعون کی قوم کے ایک آدمی نے کہا تھا کہ وَإِنْ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَإِنْ يَكُ صَادِقًا يُصِيبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُّكُمْ (الہومن: 29) کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑے گا۔ اگر وہ سچا ہے تو اس کی کی ہوئی بعض اندازی پیشگوئیاں تمہارے متعلق پوری ہو جائیں گی۔

تھے خدا تعالیٰ کے قریب کریں۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والوں کا بنیادی معیار ہے۔ اگر کوئی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ہے لیکن یہ دو مقصد حاصل نہیں کرتا تو خدا تعالیٰ پر انفرادی باندھ رہا ہے۔ اگر وہ لوگوں میں روحانی انقلاب پیدا نہیں کر رہا اگر وہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کے قریب کی طرف راہنمائی نہیں کر رہا، ان میں ایک انقلاب پیدا نہیں کر رہا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ غلط ہے۔

کی تعلیم میں ہی ناخ اور منسوخ کے چکر میں پڑے ہیں۔ فرقہ بندیوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے فرعی مسائل میں پڑ کر بعض احکامات سے دُور ہٹ گئے ہیں اور بعض ایسی بدعات پیدا کر لی ہیں جن کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اب اگر پاکستان، ہندوستان اور ایسے ملکوں میں چلے جائیں تو وہاں قبروں پر چڑھاوے ہیں، پیروں کے ذروں پر جا رہے ہیں، وہ پیر جو کبھی نمازیں بھی نہیں پڑھتے تھے۔ ان سے فریادیں کی جاتی ہیں، ان سے مانگا جاتا ہے۔ قبروں سے مانگا جاتا ہے۔ کیا یہ تمام چیزیں کبھی آنحضرت ﷺ کے زمانے میں تھیں؟ یا آپ نے

پس ان مسلمانوں کے لئے بھی جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آنے والے مسیح موعود کو نہیں مانتے غور کرنے کا مقام ہے۔ مسلمانوں کے پاس تو ایک ایسی جامع

ان کا حکم دیا؟ تو ان لوگوں نے تو خود اسلام میں بدعات پیدا کر لی ہیں۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک دعوے دار، بہاء اللہ اٹھا۔ اگر اس کا دعویٰ نبوت مانا جائے تو اس کی سچائی اس لئے ثابت نہیں ہو سکتی کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات اس کے ساتھ نہیں تھیں۔ کسی بھی موقع پر ہمیں نظر نہیں آئیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو کوئی روشن نشان پیش نہیں کیا۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ شریعت اسلامی کو جو آخری شریعت ہے جس نے قیامت تک رہنا ہے، اس کو ناقص ثابت کرنے کی کوشش کی اور اس وجہ سے بے شک ایک وقت میں کافی تعداد میں اس کے ماننے والے بھی اس

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کی سچائی کی بھی تصدیق کرتی ہے۔ پس وہ لوگ جو احمدیوں کو بہائیوں کے ساتھ ملانے کی کوشش کرتے ہیں، کئی جگہ ذکر چلتا رہتا ہے۔ ان کو بھی ذرا عقل کے ناخن لینے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ معیار کے مطابق فیصلہ کریں۔ پھر دیکھیں کہ کیا دونوں ایک چیز ہیں۔ پھر یہ بتانے کے بعد کہ سچائی لے کے آنے والا جو روشن نشانوں اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ساتھ سچائی لے کر آتا ہے، غلط اور جھوٹ اس کی طرف منسوب نہیں کرتا۔ اور حقیقت میں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہوتا ہے۔ ایک ہی مضمون کی یہ تین

چاہیں گے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہر وقت دنیا کی فانی چیزوں کی خواہش کرتے ہیں اور وہ انہیں ملتی رہیں گی بلکہ پہلے تقویٰ کا ذکر کر کے یہ بتا دیا کہ وہ یہی چاہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں انعامات سے نوازے گا۔ ان کی خواہشات اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہو جائیں گی اور ایسے ہی لوگوں کے بارے میں پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نَحْنُ أَوْلَىٰ بِكُمُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ (م السجدہ: 31) کہ ہم دنیا میں بھی تمہارے دوست رہیں گے اور آخرت میں بھی تمہارے دوست رہیں گے اور یہ اس لئے ہے کہ

غلطی اور گناہ کی سزا تو اس کے برابر ہے لیکن نیکی کا اجر دس گنا ہے۔

کے ساتھ ہو گئے۔ لیکن اس کی مقبولیت، قرآن کریم کی مقبولیت اور شریعت کی مقبولیت کے مقابلے میں کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ بلکہ اب تو بہاء اللہ کی شریعت ماننے والے اگاؤ اگاؤ اُدھر اُدھر نظر آتے ہیں۔ ان لوگوں کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ اور قرآن کریم آج بھی دنیا کے ایک طبقہ کی طرف سے بڑی سوچی سمجھی سکیم کے باوجود کہ اسے بدنام کیا جائے، استہزاء کا نشانہ بنایا جائے، دنیا میں پھیل رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہی لاکھوں لوگ اس کی تعلیم کے نیچے آ کر اپنی ابدی نجات کے سامان پیدا کر رہے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ جو

مختلف آیات جو میں نے پیش کیں تھیں ان میں یہی ہے کہ اس سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے جو غلط باتیں منسوب کرے۔ اور پھر فرمایا کہ اس سے زیادہ ظالم اور کون ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو قبول نہیں کرتے۔ ان میں بتایا کہ جو قبول نہیں کرتے وہ صدق کو جھٹلاتے ہیں۔ دوسری آیت میں فرمایا کہ وہ حق کو جھٹلاتے تیسری آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والا اپنے پیغام اور قول میں سچا ہوتا ہے کہ یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ وہ جس پیغام کو لے کر آتا ہے وہ حق ہوتا ہے اور

اللہ تعالیٰ محسنین کو جزا دیتا ہے۔ حسن عمل کرنے والوں کو جزا دیتا ہے۔ نیک اعمال بجالانے والوں کو جزا دیتا ہے۔ ان لوگوں کو دنیا و آخرت کی جنت دیتا ہے جو مستقل مزاجی سے نیک اعمال کئے جاتے ہیں اور تقویٰ پر قائم ہوتے ہیں۔ ایک وفا کا تعلق خدا تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ اس کو اگلی آیت میں پھر مزید کھولا کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو ماننے کی وجہ سے، تقویٰ پر چلنے کی کوشش کی وجہ سے، اچھے اعمال بجالانے کی کوشش کی وجہ سے، ایسے اعمال جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں پسندیدہ نہیں لیکن انسان سے بشری کمزوریوں کی وجہ سے سرزد ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ

وہ لوگ جو احمدیوں کو بہائیوں کے ساتھ ملانے کی کوشش کرتے ہیں، کئی جگہ ذکر چلتا رہتا ہے۔ ان کو بھی ذرا عقل کے ناخن لینے چاہئیں۔

جھوٹے ہیں فلاح نہیں پاسکتے۔ تو یہ ہے ان کا فلاح پانا۔ دنیاوی دولت اکٹھی ہو جانا یا ایک گروہ پیدا کر لینا کامیابی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم کا اس کے مقابلہ پر لاکھوں گنا پھیلنا اور اس میں ترقی ہوتے چلے جانا، یہ اصل فلاح اور کامیابی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے انبیاء جب اس مقصد کے لئے آتے ہیں تو پھر بڑے روشن نشانات کے ساتھ آتے ہیں۔ زمین و آسمان کی تائیدات ان کے ساتھ ہوتی ہیں اور یہ لوگ ہوتے ہیں جو پھر اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت سے فلاح کی طرف لے جانے والے ہوتے ہیں۔ اور یہی دلیل ہے جو آج حضرت

خدا تعالیٰ کا حقیقی پیغام ہوتا ہے اور خود ظاہر کر رہا ہوتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا پیغام ہے اور وہ پیغام اللہ تعالیٰ کی آیات نشانات اور تائیدات لئے ہوئے ہوتا ہے۔ جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں ان میں سے تیسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس تائید یافتہ اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو ماننے والے جو تقویٰ پر چلنے والے ہیں اپنے رب سے ہر وہ چیزیں پائیں گے جو وہ چاہیں گے۔ انہیں اطمینان قلب بھی نصیب ہوگا، ان کے اندر قناعت بھی پیدا ہوگی، ان کے اندر نیکیاں کرنے کی خواہشات بھی پیدا ہوں گی۔ یہاں جو یہ فرمایا کہ وہ جو

پھر ان کے بد اثرات دور فرمائے گا کیونکہ اس سے پہلے کوشش ہو رہی ہوگی، نیت نیک ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے کس قدر رحمت اور شفقت کو وسعت دیتا ہے اس کا اندازہ اسی بات سے ہو جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ غلطی اور گناہ کی سزا تو اس کے برابر ہے لیکن نیکی کا اجر دس گنا ہے۔ پس سوائے اس کے کہ انسان ڈھٹائی سے گناہوں پر جرأت پیدا کرتا چلا جائے۔ نیکیوں کا ثواب اور اجر گناہوں کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے تمام بد اثرات دور فرماتا ہے اور حسن عمل کا پھر انہیں اجر عطا فرماتا ہے۔ وہ اس دنیا میں بھی نیکیوں کی

طرف متوجہ رہ کر اپنی دنیا کو جنت بنانے والے بن جاتے ہیں اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی جنت کو حاصل کرنے والے ہوں گے۔

پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے کو مان کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطمینان قلب پانا اور نیکیوں میں بڑھنا بھی ایک معیار ہے، اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی سچائی کا۔ اور اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی کثرت سے اس بات کے گواہ ہیں بلکہ جو نئے شامل ہونے والے ہیں ان کے اطمینان قلب میں بھی مزید اضافہ ہوتا ہے۔ اس مضمون کے کئی خطوط میں روزانہ وصول کرتا

کے صحابہ کی مدد فرمائی۔ بے شک جنگوں میں مسلمان شہید بھی ہوئے لیکن دشمنوں کے مقابلے پر ہمیشہ کم نقصان ہوا۔ یاد دشمن وہ مقصد حاصل نہیں کر سکے جو وہ کرنا چاہتے تھے کہ اسلام کو ختم کر دیں۔ اور آج تک ہم دیکھ رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم پر مخالفین اسلام نہایت گھنٹیا اور رقیق حملے کرتے اور الزام لگاتے ہیں لیکن اسلام کو نقصان نہیں پہنچا سکے۔ اور آج بھی مسلمانوں میں ایک گروہ ہے اور بڑی تعداد میں ہے جو آپ کی لائی ہوئی شریعت کو اصل حالت میں اپنی زندگیوں پر لاگو کر رہا ہے یا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل

گزار ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ بڑائی بیان کرنے والا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے گہرا پیار کا تعلق رکھنے والا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے لئے بہت غیرت رکھنے والا ہے۔ یہ لوگ ہیں جو حقیقی عہد ہیں۔ اس کے معنی نکلتے ہیں اور اس کا اعلیٰ ترین معیار جس سے اوپر کوئی انسان جا نہیں سکتا وہ آنحضرت ﷺ کی ذات ہے اور جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے کافی ہونے کے وہ نظارے دکھائے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ہر دشمن سے آپ کو اس طرح بچایا کہ کوئی انسان اس کا سوچ بھی نہیں سکتا اور کوئی انسانی طاقت اس کو اس طرح بچا نہیں سکتی۔

حقیقی عہد سے مراد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی کامل غلامی کا جو اپنی گردن پر ڈالتا ہے۔ جو اس کے دین کا مددگار ہے۔

ہوں۔ پھر اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَلَيْسَ اللهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ (الزمر: 37) کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے۔ مزید تسلی دلائی۔ پھر الزام لگانے والے الزام لگاتے ہیں کہ یہ جھوٹا ہے۔ جس ظلم کا وہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پر الزام لگا رہے ہیں اس ظلم کے وہ اُس کو نہ مان کر خود مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے کہ ایسے الزام لگانے والوں اور ظلم کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور جو اس کو قبول کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو اُن کی برائیوں سے صرف نظر کرتے ہوئے نیکیوں کا اجر دے گا اور مزید نیکیوں کی توفیق دے گا تاکہ

ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیامت تک کے لئے بھیجے گئے ہیں اور آپ کی لائی ہوئی شریعت زندہ ہے اور زندہ رہے گی ان شاء اللہ۔ اور دشمنان اسلام کی کوششیں اور دھمکیاں نہ پہلے اسلام کا کچھ بگاڑ سکی تھیں نہ اب بگاڑ سکتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں ان کے لئے کافی ہوں۔ اپنے بندوں کو ان کے شر کے بد انجام سے ہمیشہ بچاؤں گا۔ اور اس لئے اس زمانہ میں آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا کہ نئے جوش اور ولولے سے دشمنان اسلام کے حملوں کو رو کر کریں۔ کاش کہ مسلمان بھی اس حقیقت کو سمجھیں اور اس جری اللہ کی

ہجرت کے وقت اللہ تعالیٰ آپ کے لئے غار میں کافی ہوا۔ کس طرح بچایا۔ انعام کے لالچ میں آپ کو پکڑنے کے لئے پیچھا کرنے والے کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کافی ہوا۔ جنگوں میں خدا تعالیٰ کافی ہوا۔ جب آپ نہتے تھے اور دشمن کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اس نے آپ کو سوائے ہوئے جگایا اور پوچھا کہ اب تجھے کون مجھ سے بچائے گا تب اللہ تعالیٰ کافی ہوا۔ پھر صحابہ نے اپنی زندگیوں میں یہ نظارے دیکھے۔ تو یہ آنحضرت ﷺ کی سچائی کا ثبوت ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نہ صرف آپ کے لئے بلکہ آپ کے صحابہ کے لئے، ان بندوں کے لئے بھی کافی ہوا جو حقیقی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہدایت وہی پاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔

تقویٰ میں بھی بڑھتے چلے جائیں۔ پس یہاں یہ بات بتا کر کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے، جھٹلانے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ خدا تعالیٰ اس کا مددگار ہے اور اسی طرح اس کے ماننے والوں کا مددگار ہے۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی اس بات کی شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قدم پر آپ کی اور آپ کے ماننے والوں کی مدد اور نصرت فرمائی۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی بھی اور صحابہ کی زندگی بھی اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر لمحہ آپ کی مدد فرمائی، آپ

فوج میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کے بندوں کے اس زمرے میں شامل ہو جائیں جن سے اللہ تعالیٰ کی مدد کا ہمیشہ وعدہ ہے۔ یہاں یہ بھی واضح ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ اَلَيْسَ اللهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ تو عہد سے کیا مراد ہے۔ ہم کہہ دیتے ہیں کہ اللہ کا بندہ۔ ہر انسان جو دنیا میں آیا ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور اس ناطے بندہ ہے۔ طاقت اس کی کوئی نہیں لیکن حقیقی عہد سے مراد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی کامل غلامی کا جو اپنی گردن پر ڈالتا ہے۔ جو اس کے دین کا مددگار ہے۔ جو حَصْنٌ اَنْصَارُ اللہ کا نعرہ لگانے والوں میں شامل ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا عبادت

عہد بننے کی کوشش کر رہے تھے اور ان کے دل سے بندوں کا خوف بالکل ختم ہو گیا اور وہ لوگ خالص اللہ تعالیٰ کے ہو گئے۔ ان کو بھی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی خوشخبری ملی۔ اور جو بد بخت کفار تھے جن کے مقدر میں گمراہی تھی وہ اپنے انجام کو پہنچے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہدایت وہی پاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ پس ہدایت کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنا چاہئے۔ ایمان میں ترقی کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنا چاہئے اور ہدایت پا کر پھر

اس پر قائم رہنے کے لئے بھی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنا چاہئے۔ جو ہدایت پاتے ہیں وہ پھر اس معنی میں حقیقی عَبَد بن کر دکھاتے ہیں جو معنی میں نے عَبَد کے بیان کئے اور جانتے ہیں کہ اس میں ہی ان کی ہترم کی بقا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ حقیقی غلبہ اللہ تعالیٰ کو ہی حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور ان کی جماعتوں کو نقصان پہنچانے والے یا نقصان پہنچانے کی کوشش کرنے والے اللہ تعالیٰ کی سزا سے بچ نہیں سکتے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں اور ان کے ماننے والوں کی دشمنی کرنے والوں سے انتقام بھی لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا انتقام ان پر دنیا یا آخرت میں سزا کی صورت میں ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت بڑی بات ہے کہ اس کے پیاروں سے کوئی دشمنی کی جائے اور اس کے لئے پھر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے وہ جلوے دکھاتا ہے کہ بعض دفعہ عبرت کا نشان بن جاتے ہیں۔ پھر ان لوگوں کے لئے دنیا میں کوئی جائے پناہ نہیں ہوتی اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آخرت میں ان سے اچھا سلوک نہ کیا جائے گا۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بھیجے ہوؤں اور ان کے ماننے والوں کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے نشان ہے کہ وہ صرف ان کی سچائی ثابت نہیں کرتا بلکہ ان کو دشمن کے ہر حملے سے بچاتا ہے۔ ان کو تحفظ دیتا ہے اور ان کے لئے ہمیشہ نشانات ظاہر فرماتا رہتا ہے۔ اور ان کے مخالفین سے ایسے انتقام بھی لیتا ہے جو اگر اس دنیا میں ہوں تو جیسا کہ میں نے کہا دنیا کے لئے عبرت کا نشان بن جاتے ہیں اور آخرت میں اس سے بھی زیادہ سزا ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے اور اس کو ماننے والے اس کے احکامات پر عمل کرنے والے فَادَّخُلِي فِي عِبَدِي (الفرج: 30) کی خوشخبری پانے والے بنتے ہیں۔ تقویٰ پر چلنے اور احسن عمل کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنتے ہیں اور اس مقام کو سب سے زیادہ حاصل کرنے والی آنحضرت ﷺ کی ذات تھی جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا۔ پس اللہ تعالیٰ آپ کی وجہ سے آپ کے غلاموں کے لئے بھی کافی ہو گیا اور ان کے لئے بھی اپنی قدرت کے نظارے دکھائے اور دکھا رہا ہے۔ آپ

کے غلاموں میں سے اکمل ترین غلام آپ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا یہ حصہ کہ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدًا کئی مرتبہ الہام کیا۔ پہلی مرتبہ تو آپ کے والد صاحب کی وفات پر جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے ان کی وفات کی اطلاع دی اور آپ کو فکر پیدا ہوئی تو اس وقت فرمایا کہ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدًا کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم میرا بندہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہو اور تم جانتے ہو کہ تم میرے بندے ہو اور مجھے تم سے پیار ہے اور میں اس کا اظہار بھی پیار کی شکل میں کرتا رہتا ہوں اور یہ الہام اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدًا بھی اسی پیار کا اظہار ہے جو اللہ تعالیٰ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ والد کے وفات پانے کے بعد تجھے کسی قسم کے فکر کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تیرے ساتھ ہوں۔ ہر ضرورت پوری کروں گا اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمیشہ ہترم کی فکر معاش سے آزاد کر دیا اور نہ صرف آزاد رکھا بلکہ آپ کے ہاتھوں سے ایک دنیا کو کھلایا اور آج تک کھلاتا چلا جا رہا ہے۔ پھر اس کے بعد متعدد مرتبہ یہ الہام ہوا۔ ایک دفعہ نہیں ہوا بلکہ کئی دفعہ ہوا۔ وہاں صرف معاش تک بات محدود نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے دشمن کے ہر حملے، ہر کوشش اور ہر تدبیر سے آپ کو بچایا اور آپ کے لئے کافی ہوا بلکہ بعض اوقات فوری انتقام لیتے ہوئے دشمن کو اس سزا کا بھی مورد بنا دیا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقدر کی تھی۔ اس لئے عبرت کا نشان بن گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی ایسے کئی واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ جس طرح خدا تعالیٰ آپ کے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے کافی ہوتے ہوئے آپ کو ہمیشہ دشمنوں سے بچاتا رہا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس سچے غلامی کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی دشمنوں نے مقدموں کی صورت میں یا اور مختلف حربے استعمال کر کے جو حملے کئے ان سے ہمیشہ آپ کو بچایا۔ حکومت کے پاس

مخالفین نے شکایات کیں۔ یہاں تک کہ افسران اور پولیس والے آپ کے گھر کی تلاشی تک لینے آگئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اپنے کافی ہونے کا ثبوت دیا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو فرمایا کہ تم اپنے کام کئے جاؤ کفار کو اپنی کوششیں اور استہزا کرنے دو۔ ظلم کر رہے ہیں کرنے دو اور فرمایا کہ اِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ (الحجر: 96) یقیناً ہم استہزاء کرنے والوں کے لئے تجھے بہت کافی ہیں۔ اور دنیا نے دیکھا کہ کس طرح دشمنان اسلام سے اللہ تعالیٰ نے بدلہ لیا اور ان کے مقابلہ میں کافی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے جو آنحضرت ﷺ کو یہ فرمایا ہے کہ آپ اعلان کریں کہ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: 32) کہ میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا تو آپ کی پیروی کا سب سے اعلیٰ معیار قائم کرنے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ تبھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی وہ مقام عطا فرمایا جو تمام دنیا کو اس زمانہ میں دین واحد پر جمع کرنے کے لئے آپ کو ملا اور یہ سب آنحضرت ﷺ کی کامل پیروی اور محبت تھی جس سے خدا تعالیٰ نے بھی آپ سے محبت کی اور اس وجہ سے آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے بعض آیات یا ان کے کچھ حصے الہاماً فرمائے۔ پہلے بھی میں ذکر کر چکا ہوں۔ اِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ (الحجر: 96) بھی آپ کے الہامات میں سے ایک الہام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بے شمار موقعوں پر آپ کی تائید میں سامان فرما کر دشمن کو ہمیشہ شرمندہ کیا اور دشمنوں کو کئی موقعوں پر شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا لیکن جب عزت کے معیار بدل جائیں یا ڈھٹائی کی انتہا ہو جائے تو پھر احساس مر جاتے ہیں۔ پھر آدمی مانتا نہیں کہ مجھے شرمندگی ہوئی۔ ایسے مواقع بھی آئے کہ ایسے بڑے بڑے جُنبہ پوش جو اپنے آپ کو بڑا عالم سمجھتے تھے۔ بڑا معزز سمجھتے تھے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلے میں آئے تو عدالتوں میں ان کو بڑی سبکی اٹھانی پڑی۔

مولوی محمد حسین بنالوی کا ایک واقعہ ہے کہ جب اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو (عدالت میں)

کرسی پر بیٹھے دیکھ کر کرسی کا مطالبہ کیا تو جج نے ڈانٹ دیا۔ اور پھر وہاں سے نکل کر جب باہر عدالت کے دروازے پر کرسی پر بیٹھے لگا تو وہاں بھی چیز اسی نے یا چوکیدار نے کرسی پر بیٹھے نہیں دیا۔ اگر انسان کو صرف احساس ہو تو اس طرح کی سکیوں کے واقعات ہوتے ہیں۔ بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں اس طرح کے کئی واقعات ہوئے۔ اس وقت تو بیان کرنے کا وقت نہیں ہے۔

آج بھی مخالفین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ مان کر جو اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ تو حاصل کر سکتے ہیں اور نہ کر سکے اور نہ کر سکیں گے ان شاء اللہ لیکن ہم آپ کے سچے ہونے اور آنحضرت ﷺ کے غلام صادق ہونے کے ثبوت کے نظارے ہر روز دیکھتے ہیں۔ پس یہ ہے اللہ تعالیٰ کے ہر موقع پر کافی ہونے کا اظہار، جس کے نظارے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دکھاتا ہے اور اس سے ایمان بڑھتا ہے اور یہ نظارے جو ہم دیکھتے ہیں تو میں یہ کہوں گا کہ ہر احمدی کو اس پر غور کرتے ہوئے اپنے ایمان میں ترقی کرنی چاہئے صرف سرسری طور پر نہیں دیکھنا چاہئے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بننے ہوئے اس کے اُن بندوں میں شمار ہونے کی دعا کرنی چاہئے جن کے لئے اللہ تعالیٰ ہمیشہ کافی ہو جاتا ہے اور یہ صرف اس صورت میں ہو گا جب ہم تقویٰ پر چلتے ہوئے آنحضرت ﷺ کی حقیقی پیروی کرنے والے اور آپ کے عاشق صادق کے ساتھ تعلق میں بڑھنے والے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ہم ہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو ہر روز ایک نئی شان سے پورا ہوتا دیکھتے ہیں۔ آج ہم ہی ہیں جو آنحضرت ﷺ سے سچا، حقیقی اور عاشقانہ تعلق رکھنے والے ہیں۔ پس ہمارے مخالف اور ہمارے دشمن ہم پر جھوٹے الزام لگانے اور استہزاء کرنے اور بدنام کرنے کے لئے جتنا بھی زور لگالیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے جس طرح پہلے کافی تھا وہ آج بھی ہمارے لئے کافی اور آئندہ بھی ان شاء اللہ کافی ہو گا۔

یہ علماء سوء اور ان کے پیچھے چلنے والے بلکہ پاکستان میں نام نہاد پڑھے لکھے لوگ جو آج کل انصاف کی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کو اپنے زعم میں نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں یا تضحیک کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کا ایک حالیہ واقعہ سن لیں۔ ہمارے احمدیوں پر کچھ عرصہ ہوا ایک کیس نیکانہ میں بنا تھا اور کیس یہ تھا کہ مولویوں نے کوئی اشتہار لگایا تھا جس کے بارہ میں کہا گیا کہ کسی احمدی نے اس کو دیوار سے پھاڑ دیا یا کچھ احمدیوں نے پھاڑ دیا۔ حالانکہ قطعاً بے بنیاد الزام تھا اس کی کوئی حقیقت نہیں تھی۔ ہم تو وہ لوگ ہیں جن کو سامنے بھی گالیاں دی جائیں تب بھی صبر کرتے ہیں۔ اتنی زیادہ صبر کی تلقین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ہمیں کی گئی ہے اور صبر کرنے کے لئے کہا گیا ہے کہ ہم نے انتقام لینے کی نہ کوشش کی اور نہ بدلہ لینے کی۔ اگر ان کو عقل ہو تو نظر آئے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو مختلف موقعوں پر اپنے مسیح کی جماعت کو تنگ کرنے والوں سے انتقام لیتا ہے۔ بہر حال اس الزام پہ پولیس نے مقدمہ درج کیا۔ چھوٹی عدالت میں پیش ہوا۔ وہاں ضمانت نہیں ہوئی۔ رد ہو گیا۔ پھر ہائیکورٹ میں پیش ہوا۔ ہائیکورٹ کے جج صاحب رانا زاہد محمود صاحب ہیں۔ انہوں نے اپنے خداؤں کو خوش کرنے کے لئے جو فیصلہ دیا وہ عجیب ظالمانہ فیصلہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایسے ملزم عدالتوں سے داد رسی کا استحقاق نہیں رکھتے جو پاک ہستیوں کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک جو سب سے مقدس ہستی ہے وہ تو آنحضرت ﷺ کی ذات ہے۔ اور ایک احمدی کبھی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی کرے۔ ہم تو آپ کے حقیقی غلام کے غلام ہیں۔ اور نہ ہی ہم ان لوگوں میں شامل ہیں جو صحابہ رضوان اللہ علیہم کی شان میں کبھی گستاخی کریں۔ ان جج صاحب کے نزدیک آج کل کے بکاؤ مولوی اگر مقدس ہستیاں ہیں تو ان کے لئے گو ہم کہتے کچھ نہیں لیکن ان کی شان میں تعریف بھی نہیں کر سکتے، یہ ان ججوں کا جو ابن الوقت لوگ ہیں مقام ہے کہ

ان کی شان میں تعریفیں کریں۔ ہم تو ہمیشہ آنحضرت ﷺ اور تمام مقدس لوگوں کی شان کو بڑھانے والے، تعریف کرنے والے اور ان کا مقام پہنچانے والے ہیں۔ تو یہ ہے آج کل کی عدلیہ بلکہ آج کل کیا ایک عرصہ سے پاکستان کی عدلیہ کا یہ حال ہے۔ ان سے تو ہمیں کوئی توقع نہیں ہے۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کی صفات کا ادراک رکھنے والے لوگ ہیں۔ اسی سے مانگتے ہیں اور اسی کے آگے جھکتے ہیں اور یہی ہمارے لئے کافی ہے۔ لیکن یہ لوگ ضرور اس پکڑ کے نیچے آئیں گے اور آج بھی رہے ہیں لیکن سمجھتے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ ظالم کون ہو گا جو اللہ تعالیٰ کے جیسے ہوؤں کو جھوٹا کہے گا۔

پاکستان کے ارباب حل و عقد سے میں کہتا ہوں کہ اب بھی عقل کریں اور خدا تعالیٰ کے عذاب کو دعوت نہ دیں جس کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ ابھی بھی وقت ہے اس کو ہمیں روک لیں اور اس کا واحد طریقہ صرف یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے معافی مانگ لیں۔ ہم پر جو الزام دیتے ہیں تو اگر کوئی بیاناہ ہو جو یقیناً نہیں ہے، آنحضرت ﷺ نے نفع فرمادی ہے کہ کوئی ایسا بیاناہ نہیں جو دلوں کے حال جاننا ہو تو۔ بہر حال تم دیکھو کہ ہمارے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی محبت کا وہ ٹھٹھیس مارتا ہوا سمندر ہے جس کے تم نزدیک بھی نہیں پہنچ سکتے۔

پاکستان کی عوام سے بھی میں کہتا ہوں کہ ان نام نہاد، خود غرض اور بکاؤ مولویوں کے پیچھے چل کر اپنی دنیا و عاقبت خراب نہ کریں۔ خدا کے عذاب کو آواز دینے کی بجائے خدا کی پناہ میں آنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں، ہر احمدی کو ہمیشہ اپنی پناہ اور حفاظت میں رکھے اور ان لوگوں کے شر سے ہمیشہ بچائے۔

پاکستان میں ہر تھوڑے عرصے کے بعد جیسا کہ مولوی مختلف اوقات میں بھڑکاتے رہتے ہیں، کسی نہ کسی احمدی کی شہادت ہوتی رہتی ہے اور یہ بھی اس ظالمانہ قانون کی وجہ سے ہے جو پاکستان کی حکومت نے بنایا ہوا ہے اور اسی قانون نے حقیقت میں ملک میں لاقانونیت کو رواج دے دیا ہے اور آج کل کوئی قانون ملک میں نظر نہیں آتا۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 23 جنوری 2009ء، صفحہ 5-8)